ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 05 No. 01. Oct-Dec 2025.Page#. 1072-1085
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Study of the Theological Discussions in Tibyan-ul-Furqan by Allama Ghulam

تبیان الفرقان از علامہ غلام رسول سعیدی کے کلامی مباحث کا تحقیقی جائزہ

Muhammad Farooq
Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies Lahore
farooqshahsaifi@gmail.com
Dr. Mufti Muhammad Karim Khan
Associate Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

ABSTRACT

Allama Ghulam Rasool Saeedi rendered extensive services in the field of Islamic scholarship and authorship. Among the few scholars who adopted a balanced and moderate approach in their writings, Allama Saeedi occupies a distinguished position. His final scholarly work, Tibyan-ul-Furqan fi Tafsir al-Qur'an, is a concise Qur'anic commentary consisting of six volumes**.** He successfully completed the first four volumes, and while working on the fifth volume, he had reached approximately five hundred pages, covering the exegesis up to Surah Ya-Sin, when the appointed time decreed by Allah arrived. It is regarded as a blessing of Surah Ya-Sin that his long-cherished wish was fulfilled: he desired to pass away on a Thursday night, so that he might be counted among those who attain the status of martyrdom by divine decree (shahadat-e-hukmi). Consequently, Tibyan-ul-Furqan could not be completed**.**Explaining the motivation behind writing this tafsir, Allama Saeedi writes**"**:After completing the commentary on Sahih al-Bukhari, I resolved to compose a concise tafsir on the pattern of Tibyan al-Qur'an, and I proposed the name Tibyan-ul-Furqan for it**"**.Earlier, he had authored a detailed Qur'anic commentary entitled Tibyan al-Qur'an in twelve large volumes, along with a translation titled Nur al-Qur'an.The tafsir Tibyan-ul-Furqan is distinguished by its multidimensional uniqueness. Particularly in its theological discussions, it instills intellectual tranquility and spiritual reassurance, while strengthening beliefs related to Tawhid (Divine Oneness), Risalah (Prophethood), and core Islamic doctrines**.** This research study presents an analytical review of the theological discussions found in Tibyan-ul-Furqan.

Keyword: Tibyan-ul-Furqan, Theological Discussions, Divine Oneness (Tawhid), Prophethood (Risalah), Belief in the Hereafter, Belief in Angels.

تعارفِ موضوع

علامہ غلام رسول سعیدی نے تصنیفی میدان میں بہت زیادہ کام کیا ہے۔ وہ چند افراد ہیں جنہوں معتدل انداز سے تصنیف کے میدان میں کام کیا ہے، تو ان میں علامہ سعیدی کی ذات بھی نمایاں حثیت رکھتی ہے۔ آپ کی زندگی کی آخری تصنیف تفسیر تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن ایک مختصر تفسیر ہے جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی چار جلدیں مکمل کر چکے ہیں اور پانچویں جلد میں سورہ پر یاسین کی تفسیر تک تقریبا 500 صفحات مکمل ہوئے تھے کہ بارگاہ ایزدی سے وقت اجل آپہنچا، چنانچہ سورہ یاسین کے فضائل ہی کی برکت ہے کہ آپ کی دیرینہ خواہش تھی کہ مجھے شب جمعہ موت نصیب ہو تا کہ میں شہید حکمی کا مصداق بن جاؤں اس طرح تفسیر تبیان الفرقان مکمل نہ ہوئی۔ علامہ سعیدی اس تفسیر کے لکھنے کی وجہ لکھتے ہیں :

> ”صحیح بخاری کی شرح کی تکمیل کے بعد میرا عزم ہے کہ میں تبیان القرآن کی طرز پر ایک مختصر تفسیر لکھوں جس کا نام میں نے ”تبیان الفرقان“ تجویز کیا ہے۔“[1]

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 12 ضخیم جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر بعنوان ”تبیان القرآن“ اور ترجمہ ”نور القرآن“ لکھا، مگر اس قدر تفصیل عوام کے لئے پڑھنا بے حد مشکل اور وقت طلب ہے، لہذا علمی حلقوں اور ناشر کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ اس کی تسہیل اور خلاصہ شائع کیا جائے، چنانچہ اس اہم کام کے لئے علامہ سعیدی کے پاس وقت نہ تھا اور شرح پر کام جاری تھا، اس کام کی ذمہ داری آپ نے اپنے شاگرد رشید مفتی عبداللہ نورانی صاحب کے سپرد کی، آپ نے بحسن خوبی ان 12 مبسوط جلدوں کا خلاصہ ایک جلد میں بعنوان ”انوار تبیان القرآن“ تحریر کیا، جو عوام و خواص میں بے حد مقبول ہوا۔ لیکن اب چونکہ آپ بخاری کی شرح مکمل کر چکے ہیں، لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبیان الفرقان کا آغاز کیا اور اس کے بارے میں خود علامہ سعیدی نے لکھا:

> ”ضرورت کے پیش نظر صحیح البخاری کی شرح سے فارغ ہونے کے بعد میں نے عزم کیا کہ میں قرآن مجید کی ایک مختصر تفسیر لکھوں جس میں نہ صرف یہ کہ تبیان الفرقان کے مضامین مختصر طور پر ہوں بلکہ اس سے زیادہ مضامین میں اضافہ بھی ہو اور اس تفسیر میں بعض آزاد خیال مفسرین کی تفسیروں پر تبصرہ بھی ہو۔“[2]

تبیان الفرقان کی خصوصیات

علامہ سعیدی نے اپنی تحریر میں ایسا انداز اختیار کیا ہے، جو کہ پچھلی ایک صدی سے اس طرح کا اندازِ تحقیق نظر نہیں آتا ہے۔ ان میں چند خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں جو " تفسیر تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن میں موجود ہیں۔ آیات مبارکہ کا ترجمہ تبیان القرآن سے زیادہ آسان اور سہل کیا ہے اس ترجمہ میں دیگر اہل سنت کے تراجم سے استفادہ کیا گیا ہے اور اس ترجمہ کا نام نورالفرقان تجویز کیا۔ اس کا اظہار علامہ سعیدی خود فرماتے ہیں :

> ”میں نے سوچا کہ اس مختصر تفسیر کا نام "تبیان الفرقان" رکھوں اور اس کا ترجمہ بھی میں دوبارہ از خود کر رہا ہوں اور یہ کوشش ہے کہ اس کا ترجمہ تبیان القرآن سے زیادہ آسان اور سہل ہو اور اس کا نام میں نے " نور الفرقان " تجویز کیا ہے“۔[3]

آپ کی یہ تفسیر کثیر الجہات سے انفرادیت کی حامل ہے جیسا کہ کلامی مباحث میں اس کے مباحث قلوب و اذہان میں سکون و اطمینان اور توحید و رسالت اور عقائد کی پختگی کا رس گھولتے ہیں۔ اس تحقیقی مقالہ میں اس تفسیر تبیان الفرقان کے کلامی مباحث کا جائزہ پیش کروں گا۔

علم الکلام کی تعریفات

علامہ غلام رسول سعیدی نے علم الکلام کے لغوی معانی کی وضاحت فرمائی اور کثیر اقوال پیش کیا اور لکھتے ہیں کہ: کلام کا مادہ ”ک ل م“ ہے کلم کے دو معنوں کیلئے آتا ہے

---

[1] سعیدی ،غلام ،رسول، علامہ ،نعمة الباری ،ضیاء القرآن پبلشرز اردو بازار لاہور، 1023/16

[2] ایضاً

[3] سعیدی ، غلام ، رسول ، علامہ ،تبیان الفرقان، ضیاء القرآن پبلشرز ، اردو بازار لاہور، 87/1

1۔ بامعنی بات پر دلالت کرنا۔[4]

2۔ زخم پر دلالت کرنا۔[5]

امام ابو حنیفہ اور علم الکلام کی تعریف

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے نزدیک علم الکلام کی تعریف:

> ”والکلام هو علم بقدربہ علم اثبات العقائد الدینۃ بافراد الححج القاطعۃ دفع الشبهات الواردة علیها“[6]

> ”اور علم الکلام سے مراد ایسا علم ہے جس میں یقینی دلائل کے ذریعے دینی عقائد کو ثابت کیا جاتا ہے اور ان عقائد پر وارد ہونے والے اعترضات کو زائل کیا جاتا ہے۔“

علامہ شریف جرجانی اور علم الکلام کی وضاحت

علامہ شریف جرجانی کے نزدیک علم الکلام کی تعریفات، علامہ شریف جرجانی نے علم الکلام کی متعدد تعریفات ذکر کی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

پہلی تعریف:

> " الکلام: علم یبحث فیه عن ذات الله تعالی وصفاته، وأحوال الممکنات من المبدأ والمعاد علی قانون الإسلام "[7]

> ”علم الکلام سے مراد وہ علم جس میں ابتدا اور انتہاء کے اعتبار سے اسلامی قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور ممکنات کے احوال کے بارے میں بحث کی جائے۔“

دوسری تعریف:

> ”الکلام: علم باحث عن أمور یعلم منها المعاد، وما یتعلق به من الجنة والنار، والصراط والمیزان، والثواب والعقاب“

> ” علم الکلام سے مراد وہ علم ہے جو ایسے امور پر بحث کرنے والا ہو جس سے انتہاء اور جنت، دوزخ، پل صراط، میزان اور جزا وسزا میں سے اس کے متعلقات کو جانا جائے۔“

تیسری تعریف:

> ”الکلام هو العلم بالقواعد الشرعیة الاعتقادیة المکتسبة عن الأدلة“

> ”علم الکلام سے مراد ایسے عقائد سے متعلق شرعی قواعد کا علم جو دلائل کی تقریر اور علم ثبوت سے حاصل ہوا ہو۔“

---

[4] ابن فارس، مقاییس اللغہ، دار حسان للطباعة والنشر، دمشق، الطبعةالأولی، 1403 ھ، 106/5

[5] ایضاً

[6] ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت، فقہ اکبرو ابسط جمیعیت پبلیشز رحمان پلازہ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور، محقق و مترجم، مفتی رشید احمد علوی، ص90

[7] جرجانی، علی بن محمد علی، التعریفات، دارالکتاب العربی بیروت 2002ء، ص185

ان تعریفات سے ثابت ہوا کہ درج ذیل عقائد پر علم الکلام کا اطلاق ہو گا ۔

- توحید
- آخرت
- رسالت
- الہامی کتب
- ملائکہ

ان دونوں عقائد کا ذکر علامہ جرجانی کی پہلی دو تعریفات میں ہے جب کہ موخر الذکر تعریف میں عمومی عقائد شرعیہ کا ذکر ہے ۔

علامہ تفتازانی کی وضاحت

علامہ تفتازانی کے نزدیک علم الکلام کی تعریف :

”ھو العلم بالعقائد الدینیۃ عن الادلۃ الیقینیۃ“[8]

”علم کلام سے مراد ایسے اعتقادی قواعد شرعیہ کا علم ہے جنہیں دلائل یقینیہ کے ساتھ حاصل کیا جاتا ہے۔
“

تمام مصنفین نے انتہائی مدلل اندازہ سے علم الکلام کی تعریفات کی ہیں لیکن امام اعظم ابو حنیفہ نے جو تعریف فقہ اکبر و ابسط میں ذکر کی ہے اس میں تمام مذکورہ تعریفات سے زیادہ جامعیت نظر آتی ہے کیونکہ علامہ تفتازانی اور علامہ شریف جرجانی کی تعریفات قریب قریب ہیں ان حضرات کے نزدیک علم الکلام اعتقادی قواعد شرعیہ کا علم ہے جو دلائل یقینیہ سے حاصل ہو جبکہ امام صاحب فرماتے ہیں اس پر جو وارد ہونے والے اعتراضات ہیں ان کو دلائل سے ختم کیا جائے لہذا کوئی بھی کلام تب ہی کامل ہوتا ہے جب اس سے اعتراضات کو ختم کیا جائے ۔

اس طرح راقم کے نزدیک امام صاحب کی تعریف زیادہ جامع ہے ۔ان مذکورہ بالا تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ علم الکلام اعتقادی قواعد شرعیہ کو دلائل یقینیہ سے جانا جائےاعتقادی قواعد میں سب سے پہلے توحید ہے جو دلائل قطعی سے ثابت ہے اس کے بعد رسالت ہے وہ بھی دلائل یقینیہ سے ثابت ہے اسی طرح اعتقادی قواعد شرعیہ الہامی کتب ، ملائکہ اورعقیدہ آخرت یہ تمام قواعد شرعیہ ہیں جو دلائل یقینیہ سے ثابت ہیں ان کے مجموعہ کو علم العقائد اور کلامی مباحث بھی کہتے ہیں ۔ زیر نظر مقالہ کا عنوان بھی کلامی مباحث کا تجزیاتی مطالعہ ہے جس میں ان تمام عقائد پر حاصل سیر گفتگو کی جائے گی ۔

---

[8] تفتازانی سعد ،الدین،علامہ ، شرح المقاصد،165/1

توحید سے متعلق مباحث کا تحقیقی جائزہ

اس فصل اول میں توحید سے متعلق تبیان الفرقان میں مباحث آئی ہیں انہیں بیان کرنے کے بعد ان کا جائز ہ لیا جائے گا کہ مصنف کی رائے کیا ہے اور دلائل کیا ہیں اور پھر تجزیہ میں ان کی رائے اور دلائل کا تجزیہ کرنے کے اپنی رائے بیان کیاجائے گا۔ توحید کو تین اقسام میں یہاں تقسیم کیا گیا ہے۔

توحید فی الربوبیت

توحید فی الربوبیت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال میں اس کو یکتا ماننا مثلاً زمین و آسماں، سورج، چاند، ستارے انسان جان دار بے جان دار تمام چیزوں کا مالک اور خالق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

چھ مرحلوں میں زمین اور آسمان کی تخلیق سے استدلال

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[9]

”وہی ہے جس نے تمہاری منفعت کے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پید ا فرمایا، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے ان کو ٹھیک سات آسمان بنادیا اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والاہے ۔“

آسمان اورزمینو ں کی پیدائش کی تفصیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ﴾[10]

”بے شک تمہارا رب وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا ، پھر عرش پر استوا فرمایا“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا : اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور زمین پر پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا فرمایا اور درختوں کو پیر کے دن پیدا فرمایا اور ناپسند چیزوں کو منگل کے دن پیدا فرمایا اور نور کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور جمعرات کے دن اس میں جانداروں کو پھیلا دیا اور جمعہ کے دن عصر کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔[11]

---

[9] البقرہ29:2

[10] لاعراف54:7

[11] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري،صحيح مسلم، دار إحياء التراث العربي، بيروت،الرقم الحديث2789-91/3

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمین کی پیدائش دودن میں فرمائی، پھر دو دن میں آسمان کی پیدائش فرمائی، پھر زمین کو پھیلا اور ان کے درمیان پہاڑوں کو نصب فرمایا اور دودن کے اندر اس میں جانداروں کی روزی بنائی، حسن اور مجاہد نے کہا: جو زمین اور جو کچھ اس میں اس کو مسلسل چار دنوں میں بنایا ہے، پھر دودنوں میں آسمان کو پیدا فرمایا۔[12]

آسمان اور زمینوں کو چھ ایام میں پیدا فرمانے پر اشکال کا جواب

امام ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعی المتوفی 516 ھ، الاعراف 54: تا 58 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> ”اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:”إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّ:“اس آیت یہ سوال ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا اس وقت تو سورج طلوع تھا اور نہ غروب تھا اور دن سورج کے طلوع اور غروب سے متحقق ہوتا ہے، پھر کیسے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں آسمان پیدا فرمایا۔“[13]

اس کے علامہ سعیدی صاحب نے دوجواب دیے ہیں جو کہ ذیل میں ہیں۔

پہلاجواب: ہے کہ چھ دنوں سے مراد چھ دنوں کی مقدار ہے۔

دوسراجواب: یہ چھ دنوں سے مراد آخرت کے دن ہیں اور آخرت کا ہر دن دنیا کے ہزار دنوں کے برابر ہوگا، اور سعید بن جیر نے کہا: اللہ تعالیٰ کی ذات آسمانوں اور زمینوں کا ایک لمحے میں پیدا کرنے پر قادر ہیں، اس کے باجود اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اورزمینوں کو چھ دنوں میں اس لئے پیدا فرمایا تاکہ مخلوق کو یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اطمینان سے کام کرتے ہیں جلدی نہیں فرماتے، اور جس کام کو وہ ایک لحمہ اور ایک لحظہ میں کرسکتے ہیں اس کام کو چھ دنوں میں انجام دیتے ہیں، سواس کے بندوں کو بھی چاہیے کہ وہ کسی کام کو جلدی نہ کریں، اطمیناں سے کریں[14]

مصنف کی تحقیق

اگر سوال کیا جائے کہ اس کے بیان کرنے کا کیا فائدہ ہے کہ اللہ تعالی ' نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدفرمایا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں کہ تمام جہانوں کو پلک جھکپنے سے پہلے پیدا فرمادیں؟

اس سوال کے جواب میں علامہ ابو حفص عمر بن علی الدمشقی الحنبلی التوفی880 ھ نے اس طرح لکھا ہے کہ:

”اہل سنت کے طور پر اس سوال کا جواب اس طرح دیا جائے گیا کہ اللہ تعالی جس کام کا ارادہ فرمائیں وہ حسن ہے اور اللہ تعالیٰ کے افعال معلل بالاغراض نہیں ہوتے، نہ اس کے افعال کسی حکمت اور مصلحت پر موقوف ہوتے ہیں۔ نیز اس کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کسی کام میں عجلت نہیں کرنی چاہے بلکہ اطمینان اور تسلی سے تمام کا م سر انجام دینے چاہیں۔ میں (علامہ غلام رسول سعیدی) کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

---

[12] جوزی، متوفی 597 ھ، عبدالرحمن بن علی، زادالمسیر فی علم التفسیر، دارالکتاب العربی، بیروت، 1413 ھ، 49/1

[13] سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان الفرقان، ضیاء القرآن پپلیشر اردو بازار لاہور پاکستان، 522/2

[14] سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان الفرقان، ، 522/2

﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ[15]﴾

”عنقریب ہم انہیں اطراف عالم اور خود ان کی جانوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ قرآن حق ہے“۔

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی جو نشانیاں آفاق اور زمین و آسمان میں تفصیل سے پھیلائی ہوئی ہیں ، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی وہ تمام نشانیاں خود انسان کے اپنے اندر اجمالا رکھ دی ہیں ، سو جس طرح اللہ تعالیٰ اس کے باوجود کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کو لفظ ”کن“ سے پیدا فرماسکتا ہے ، لیکن انہوں نے کاموں کو انجام دہی میں اطمینان اور تسلی کو ثابت کرنے کے لیے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمینوں کو بنایا ، اسی طرح بچہ کی پیدائش اپنی ماں کے پیٹ سے نوماہ میں ہوتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ ایک دن میں ایک سیکنڈ میں ماں کے پیٹ سے بچہ کو نکال دیتے لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا ، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ماں سے بچہ کو نو ماہ میں پیدا فرمایا ، اور ظاہر ہے کہ اگر ایک دن یا ایک سیکنڈ میں بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا تو اس سے ماں کو شدید تکلیف ہوتی تو نو ماہ کے طویل عرصہ میں اللہ تعالیٰ بچہ کی ماں کو بتدریج اس کے حمل کا عادی بناتے رہتے ہیں تاکہ ایک لخت بچہ کی پیدائش سے ماں شدید تکلیف سے دوچار نہ ہو ، اسی طرح مئی ،جون کی گرمی کے بعد بہ تدریج اللہ تعالیٰ سردی کے موسم کو لاتا ہیں ، ورنہ شدید گرمی کے بعد اگر یک لخت دسمبر اور جنوری کی شدید سردی پڑجاتی تو لوگوں کے لیےاس کو برداشت کرناسخت مصیبت کا باعث ہوتا ، اللہ تعالیٰ گرمی کے بعد بہ تدریج سردی کو لاتے ہیں اور سردی کے بعد بہ تدریج گرمی کو لاتے ہیں ، نہ سردی کے بعد اچانک گرمی لاتے ہیں اوروہ گرمی کے بعد اچانک سردی لاتے ہیں ، تدریجا ایک موسم کو دوسرے موسم کی طرف منتقل فرماتے ہیں ، حالانکہ اس کی یہ قدرت ہے کہ وہ یک لخت گرمی کے بعد سردی کو سردی کے بعد گرمی کو لے آئیں ، لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے چھ ایام میں آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا اور اسی طرح نظام کائنات میں تدریج کا تسلسل ہے مثلا بیج بونے کے بعد فورا درخت نہیں بن جاتا اور اسی طرح مظاہر کائنات میں اللہ تعالیٰ نے تدریج کے عمل کو جاری و ساری رکھا ہے اور تدریج کے اس نظام کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں بھی جاری فرمایا ہے ، بچہ پیدا ہونے کے بعد فورا جوان نہیں ہوتا اور جوان ہونے کے بعد فورا بوڑھا نہیں ہوتا ، نہ اسی طرح انسان کی چانک موت ہوتی ہے بلکہ بہ تدریج وہ بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے اور تکالیف برداشت کرنے کا عادی ہوتا ہے حتی کہ ایک وقت میں اس پر موت آجاتی ہے ، پس اللہ تعالیٰ نے چھ ایام میں اس کائنات کو پیدا فرمانے کے عمل کو اپنی مخلوق میں بھی ظاہر فرمایا۔[16]

---

[15] حم السجدة 53:41

[16] سعیدی، غلام رسول ، علامہ ، تبیان الفرقان ، 522/2

رسالت کے مباحث کا تحقیقی جائزہ

نبی اور رسول کے معنی

علامہ مسعود بن عمر تفتازانی متوفی 791ھ لکھتے ہیں: رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو طرف تبلیغ احکام کے لیے بھیجا اور کبھی رسول میں کتاب کی شرط بھی لگائی جاتی ہے۔ اس کے بر خلاف نبی عام ہے خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو۔[17]

اس تعریف پر اعتراض یہ ہے کہ رسول تین سو تیرہ ہیں اور کتابیں اور صحائف ملا کر ایک سو چودہ ہیں۔ اور باقی رسولوں کے پاس کتاب نہیں تھی۔ اس لیے علامہ آلوسی نے لکھا کہ تحقیق یہ ہے کہ نبی وہ انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اور صفات کی بغیر کسی بشر کے واسطے کے خبر دے اور ان امور کی خبر دے جن کو محض عقل سے نہیں جانا جا سکتا۔ اور رسول وہ ہے جو ان اوصاف کے علاوہ مرسل الیکم کی اصطلاح پر مامور ہو۔[18]

لیکن یہ فرق بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی بھی انسانوں کی طرح اصلاح پر مامور ہوتا ہے، اس لیے صحیح جواب یہ ہے کہ رسول کے پاس کتاب ہونا ضروری ہے خواہ کتاب جدید ہو یا کسی سابق رسول کی کتاب ہو۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ رسول عام ہے وہ فرشتہ بھی ہوتا ہے اور انسان بھی۔ اس کے بر خلاف نبی صرف انسان ہی ہوتا ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ رسول کے لیے ضروری ہے کہ اس پر فرشتہ وحی لائے اور نبی کے لیے یہ ضروری نہیں ہے۔۔۔ یہ جائز ہے کہ اس کے دل پر وحی فرمائی جائے، یا خواب میں اس پر وحی فرمائی جائے۔[19]

کل رسولوں کی تعداد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾[20]

”اور ہم نے ایسے رسول بھیجے جن کا قصہ اس سے پہلے ہم نے بیان فرمایا تھا اور ایسے رسول بھی بھیجے جن کا ہم نے اس سے پہلے آپ سے قصہ بیان نہیں فرمایا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے بہت زیادہ کلام فرمایا“۔

یعنی اس سورت کے نازل ہونے سے پہلے ہم نے بعض رسولوں کی خبریں آپ سے بیان فرمائیں اور بعض رسولوں کی خبریں آپ سے بیان نہیں فرمائیں۔ حدیث میں ہے:

> حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، سو میں بیٹھ گیا آپ ﷺ نے پوچھا؛ اے ابوذر! کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھو، حضرت ابوذر نے بتایا: پس میں کھڑا ہوا اور میں نے نماز پڑھی، پھر میں بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! انسانوں اور جنات میں سے جو شیاطین ہیں، ان کے شر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو، حضرت ابوذر نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا انسانوں میں سے شیاطین ہیں؟ آپ ﷺ نے

---

[17] سعیدی ، غلام رسول ،علامہ ،تبیان الفرقان ،184/2

[18] آلوسی ،علامہ سید محمود احمد البغدادی ،روح المعانی ،79/9

[19] سعیدی ، غلام رسول ،علامہ ،تبیان الفرقان ،604/2

[20] النساء164:3

فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! نماز اچھا کام ہے جو چاہے کم نمازیں پڑھے اور جو چاہے زیادہ نمازیں پڑھے، پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! پس روزہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: روزہ اللہ کا تم پر قرض ہے جو ادا کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا زیادہ اجر ہے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! پس صدقہ کا کیا حکم ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا دگنا چوگنا اجر ہے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! کون سا صدقہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس رقم کو کوئی محنت اور مشقت سے حاصل کر کے صدقہ دے یا تنہائی میں فقیر کو دے، میں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ ! نبیوں میں سے کون سے نبی تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام، نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ !آیا اور بھی نبی تھے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ایسے نبی تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ !رسولوں کی تعداد کتنی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ ﷺ نے فرمایا؛ تین سو دس سے چند زیادہ ہیں، اور کبھی فرمایا: تین سو پندرہ ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ !کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ ایسے نبی تھے جن سے کلام فرمایا گیا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ جو آیات نازل کی گئی ہیں ان میں سب سے عظیم آیت کون سے ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آیت الکرسی: " اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ"[21]

تمام انبیاء پر ایمان لانے اور ان کی تعظیم کا حکم

نبوة ورسالت کوئی اکتسابی شئے نہیں کہ انسان مجاہدات وریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ یہ محض عطیہ الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾[22]

"اور جب ان کے پاس (اللہ کی طرف سے) کوئی نشانی آتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ ہمیں بھی نشانیاں دی جائیں جیسی نشانیاں اللہ کے رسولوں کو عطاء فرمائی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رسالت رکھنے کی جگہ کو خوب جانتے ہیں"۔

یعنی جب ان بستیوں کے سرداروں کے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی آتی ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ جب کفار مکہ کے پاس رسول ﷺ کا معجزہ آیا اور انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے سہوئے دیکھا" قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ": یعنی ہم ہرگز اس معجزہ کی وجہ سے آپ کی نبوت پر ایمان نہیں لائیں گے" حَتَّى نُؤْتَى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ": یعنی جب تک ہمیں بھی ایسے معجزات عطاء نہ کیے جائیں جیسے معجزات سیدنا محمد ﷺ کو عطاء فرمائے گئے ہیں اور دوسرا قول ہے: ہم آپ کی اس وقت تک تصدیق نہیں کریں گے حتیٰ کہ ہم پر ایسی وحی نازل کی جائے جس طرح رسولوں کی طرف وحی نازل فرمائی گئی ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ الولید بن المغیرہ اور ابو مسعود ثقفی ان دونوں نے کہا کہ اگر واقعی اللہ تعالیٰ

---

[21] سعیدی ، غلام رسول ،علامہ ،تبیان الفرقان 615/2

[22] الانعام124:6

وحی نازل فرماتا ہم پر نازل فرماتا۔ ایک قول یہ ہے کہ انہوں خصوصیت سے سیدنا محمد ﷺ کا نام لیا اور ایک دوسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے تمام رسولوں کو مراد لیا۔ " اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ": اللہ کو علم ہے کہ کون نبوت کی صلاحیت اور استعدر رکھتا اور کون نبوت کی صلاحیت اور استعد نہیں رکھتا، سو اس نے محمد ﷺ کو نبوت اور وحی کے ساتھ خاصف اور خاص فرمالیا۔[23]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾[24]

"اور اے مسلمانو! اہل کتاب میں سے کفار اور مشرکین یہ نہیں چاہتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی خیر نازل کی جائے، حالانکہ اللہ جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرمالیتے ہیں اور اللہ بڑے فضل والے ہیں۔"

امام ابو اللیث السمرقندی متوفی 375ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی یہود اہل مدینہ اور نصاریٰ اہل نجران اور نہ مشرکین عرب یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے رسول کے اوپر اللہ کی وحی نازل ہو اور اسلام کے شرعی احکام نازل ہوں کیونکہ یہ سب لوگ کافر ہیں، پس یہ چاہتے ہیں کہ تمام لوگ ان کی مثل کافر ہو جائیں، اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے جو اس کے نزدیک نبوت کا اہل ہوتا ہے اس کو نبوت عطاء فرماتا ہے اور دین اسلام کے ساتھ جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے، اور اللہ جس کو نبوت اور اسلام کے لیے خاص کرلیتا ہے اس پر بہت عظیم احسان کرنے والا ہے۔[25]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَى لِلْعَالَمِينَ﴾[26]

یعنی جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطاء فرمائی ہے۔ " فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ": اس کی تفسیر میں دو اقوال ہیں۔

(1) ابن زید نے کہا: آپ ان انبیاء سابقین کی شرائع اور سنن کے موافق عمل کیجئے۔

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ان انبیاء سابقین علیہم السلام نے اللہ کی راہ میں جس طرح مشکلات اور مصائب پر صبر کیا آپ ﷺ بھی اسی طرح مشکلات اور مصائب پر صبر کریں۔[27]

مصنف کی تحقیق

میں کہتا ہوں: یہ قول واضح نہیں ہیں، الانعام: 90 میں سیدنا محمد ﷺ کو انبیاء علیہم السلام سابقین کے عقائد اور اصولین اقتداء کرنے کا حکم فرمایا ہے نہ ان کی شرائع پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے، عقائد اور اصول میں اس لیے اقتداء کا حکم نہیں دیا جاتا کیونکہ اصول اور عقائد میں تقلید نہیں کی جاتی بلکہ عقلی دلائل اور وحی کے مطابق عقائد اختیار کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[23] سعیدی ، غلام رسول ،علامہ ،تبیان الفرقان ،440/3

[24] البقرة105:2

[25] سعیدی ، غلام رسول ،علامہ ،تبیان الفرقان ،447/3

[26] الانعام 90:6

[27] ابن جریری ، طبری ،امام ،تفسیر الطبری ،90/9

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتفَرَّقُوا﴾[28]

”اے مسلمانو! تمہارے لیے اسی دین کا راستہ مقرر فرمایا گیا ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نوح کو دیا تھا اور جس دین کی ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی ہے اور جس دین کا ہم نے حکم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ (اسی) دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو)۔

احکام شرعیہ میں اس لیے اقتداء کا حکم نہیں دیا جاتا کیونکہ ہر نبی کی شریعت الگ الگ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾[29]

ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے الگ شریعت اور واضح راہ عمل بنائی ہے)۔ پس کوئی نبی دوسرے نبی کی اقتداء نہیں کرتا۔ لہٰذا اس آیت میں مراد یہ ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام میں فرداً فرداً محاسن اخلاق تھے، سو آپ اپنی ذات میں ان تمام انبیاء علیہم السلام کے تمام محاسن اخلاق اور ان کی تمام صفات کمالیہ کو جمع کر لیجئے، گویا تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کی سیرت ہائے مبارکہ اور ان کی شخصیات کریمہ کے تمام کمالات متن متین ہیں اور آپ کی سیرت اور آپ کی شخصیت ان انبیاء سابقین کے کمالات کی شرح جمیل ہے، گویا آپ کی صفات اور آپ کے کمالات کو پھیلاؤ تو وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی سیرتیں اور ان کے کمالات ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی سیرتوں اور ان کے کمالات کو سیمٹو تو وہ حقیقت محمدی ﷺ ہے۔

الہامی کتب کے مباحث کا تحقیقی جائزہ

جس طرح قرآن مجید آسمانی کتاب ہے، اسی طرح تورات، انجیل اور زبور بھی آسمانی کتاب ہے۔

تورات کو فرقان فرمانے کی وجہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾[30]

”اور اس وقت کو یاد کرو اور جب ہم نے موسیٰ کو (اپنی) کتاب عطا فرمائی اور حق اور باطل (معجزہ) عطا فرمایا تاکہ تم ہدایت یافتہ بن جاؤ۔“

امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی المتوفی 516ھ، البقر: 53 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہم السلام کو کتاب یعنی تورات عطا فرمائی اور اس کے دوسرے نام ” الفرقان “ کا ذکر فرمایا، مجاہد نے کہا: الفرقان بھی تورات اور اس کے دو نام ہیں، اس کا م نام الفرقان اس لئے ہے یہ حلال حرام میں فرق کرنے کتاب ہے۔“[31]

---

[28] الشوریٰ 13:42

[29] المائدہ48:5

[30] البقرہ53:2

تورات اور انجیل عربی ہیں یا عبرانی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ﴾[32]

"اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ تورات اور انجیل عربی الفاظ ہیں یا عجمی الفاظ ہیں۔"

زمخشری متوفی 538ھ وغیرہ کا مختار یہ ہے کہ تورات اور انجیل دونوں عبرانی زبان کے الفاظ ہیں اور علامہ ابو الحیان اندلسی متوفی 754ھ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔[33]

بعض علماء نے کہا کہ تورات عربی زبان کا لفظ اور یہ " تفعلة" کے وزن پر ہے مگر اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے، اور انہوں نے کہا: " انجیل " بھی عربی لفظ ہے اور یہ "افعیل" کے وزن پر ہوتے ہیں۔[34]

تحقیقی جائزہ

اس عبارت میں علامہ سعیدی نے تورات کے اسماء پر بات کی ہے کہ تورات کا ایک نام "الفرقان" ہے، کیونکہ فرقان کا معنی یہ ہے کہ جو حلال و حرام میں فرق کرے تورات بھی حلال و حرام میں فرق کرتی تھی، اس لیے کو فرقان کہا گیا تھا۔ دوسرا کہا کہ تورات اور انجیل عربی لفظ ہیں یا عبرانی اس بارے میں علامہ ابو الحیان اندلسی اور جار اللہ زمحشری کا موقف یہ ہے کہ دونوں لفظ عبرانی زبان کے اور علامہ سعیدی نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

ملائکہ پر ایمان کے مباحث کا تحقیقی جائزہ

فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہتے ہیں تسبیح سے مراد یہ کہ اللہ عزوجل تمام عیوب و نقائص سے پاک ہونا بیان کرتے ہیں اور اس کی خوب حمد و ثنا اور صفت کمال بیان کرتے ھیں۔ اور زمین والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں۔

> "زمین والوں سے مراد یہ ہے کہ وہ روئے زمین پر بسنے والے اہل ایمان کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس دعا میں مسلمان اور کفار دونوں شامل ہیں، البتہ کفار کے لیے استغفار سے مراد یہ ہے کہ ان پر جلد عذاب نازل نہ ہو اور انہیں ایمان کی توفیق نصیب ہو اور اس کے بعد وہ مغفرت کے حق دار ہو جائیں۔ بعض علماء نے فرمایا: استغفار سے مراد طلب رزق ہے، یعنی فرشتے زمین والوں کے لیے رزق کی دعائیں کرتے ہیں اور اس معنی کی رو سے استغفار کا لفظ مومن اور غیر مومن دونوں کو شامل"[35]

اللہ تعالیٰ نے جہاں پر فرشتوں کی ذمہ داریاں دوسرے کاموں میں سونپی ہیں اس کے ساتھ وہ رب کی عبادت، حمد تسبیح اور اہل زمین کے لیے استغفار بھی کرتے ہیں اس حوالہ سے متعدد احادیث موجود ہیں۔

---

[31] البغوی، امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء، معالم التنزیل، داراحیاء التراث العربی ، بیروت ، 1420-117/1،علامہ سعیدی ،تبیان الفرقان 268/1

[32] آل عمران3:3

[33] زمخشری ، علامہ ،البحرالمحیط 387/2

[34] سعیدی ، غلا م رسول ، علامہ ،تبیان الفرقان 610/1

[35] سعیدی ، غلام ،رسول ، علامہ ،تبیان الفرآن 858/5

عقیدہ آخرت کے مباحث کا تحقیقی جائزہ

عذاب قبر، وہاں پر انعام الٰہی اور منکر نکیرین کے سوالات

موت کے بعد آخرت کی ابتدا قبر کے سوالات سے ہوتی ہے، قبر کے سوالات سے متعلق متعدد احادیث وارد ہوئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

:

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِوَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ﴾[36]

” اللہ ایمان والوں کو دنیا میں اور آخرت کی زندگی میں قول ثابت (کلمہ توحید) کے ساتھ بر قرار رکھتے ہیں، ظالموں کو گمراہی میں چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ جو چاہتے وہ کرتے ہیں۔ “

علامہ سعیدی فرماتے ہیں:

اس آیت میں ”يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ “: اور وہ کلمہ توحید ہے کیونکہ وہ مومن کے دل میں راسخ ہوتا ہے۔ ”فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ “: دنیا کی زندگی میں بھی موت سے پہلے۔ اور جب وہ کسی بلاء میں مبتلاء فرمائے جائیں تو ثابت قدم رہتے ہیں اور اپنے دین سے نہیں پھرتے، اور اگر ان کو مختلف قسم کے عذاب دیئے جائیں جیسا کہ انبیاء علیھم السلام اور صحالین کو تکالیف اور مشقت میں مبتلاء کیا جاتا ہے جیسے حضرت زکریا، حضرت، علیہ السلام جرجیس، شمعون اور وہ لوگ جن کو اصحاب الاخدود نے قتل کر دیا تھا، اور وہ لوگ جن کے گوشت کو لوہے کی کنگھیوں سے چھیلا جاتا ہے۔ ”وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ “: ظالموں کو گمراہی میں چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں . یہ آیت قبر کے سوال پر دلیل ہے اور اس پر دلیل ہے کہ مومنین قبر میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ساتھ ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو قبر میں قول ثابت کے ساتھ قائم رکھتے ہیں اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔[37]

الفقیہ ابو اللیث نے کہا ہے علماء نے عذاب قبر کے متعلق بحث کی ہے۔

> ” بعض مفسرین نے کہا: اس کے جسم میں روح اس طرح ڈالی جاتی ہے جس طرح وہ دنیا میں تھی اور اس کو بٹھا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ دو فرشتے سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے آتے ہیں، ان کی آنکھیں بجلی کی طرح ہوتی ہیں اور ان کی آواز بادل کی گرج کی طرح ہوتی ہے اور ان کے ساتھ لوہے کے گرز ہوتے ہیں، پس وہ میت کو بٹھا کر اس سے سوال کرتے ہیں اور کہتے ہیں: تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے اور تمہارا نبی کون ہے؟ پس مومن کہتا ہے: اللہ میرے رب ہیں، اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں، یہی قبر میں ثابت قدم رہنا ہے۔ اور رہا کافر اور منافق تو وہ کہے گا: میں نہیں جانتا۔ پس ان گرزوں کے ساتھ اس کو مارا جاتا ہے، وہ اس زور سے چیخ مارتا ہے کہ زمین و آسمان جو بھی ہیں وہ سب اس کو سنتے ہیں سوائے جن وانس کے۔ “[38]

---

[36] الابراہیم 27:14

[37] سعیدی ، غلام رسول ، علامہ ،تبیا ن الفرقان، 519/3

[38] سعیدی ، غلام رسول ، علامہ ،تبیا ن الفرقان، 520/3

مصعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بانچ چیزوں کا حکم دیتے تھے اور ان پانچ چیزوں کا نبی کریم ﷺ سے ذکر تھے کہ نبی کریم ﷺ ان کو حکم فرماتے تھے، آپ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں بخل سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں اور میں بزدلی سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں اس سے آپ کی طلب کرتا ہوں کہ میں ارزل عمر کی طرف لوٹا یا جاؤں، اور میں دنیا کے فتنہ سے پناہ طلب کرتا ہوں، اس سے آپ نے فتنہ سے مراد فتنہ دجال لیا، اور میں عذاب سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔[39]

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾[40]

"صبح اور شام ان کو دوزخ کی آگ پیش کیا جاتا ہے)، تاکہ انہیں اس کی تپش اور تکلیف کا اندازہ ہو، اور یہ بھی عذاب کی ایک کیفیت ہے جو قیامت کے قائم ہونے اس تک اسی طرح قائم رہے گی۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک لوگوں میں جب کسی شخص کا انتقال ہوتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانا اس پر پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہو تو اہل جنت کا ٹھکانا اسے دکھایا جاتا ہے، اگر وہ دوزخی ہو تو اہل دوزخ کا ٹھکانا اسے دکھایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارا وہ ٹھکانا ہے جس کے لیے تمہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زندہ فرمائے گا۔[41]

خلاصہ تحقیق

علامہ سعیدی نے تصنیفی میدان میں بہت زیادہ کام کیا ہے۔ وہ چند افراد ہیں جنہوں معتدل انداز سے تصنیف کے میدان میں کام کیا ہے، تو ان میں علامہ سعیدی کی ذات بھی نمایاں حثیت رکھتی ہے۔ آپ کی زندگی کی آخری تصنیف تفسیر تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن ایک مختصر تفسیر ہے جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی چار جلدیں مکمل کر چکے ہیں اور پانچویں جلد میں سورہ پر یاسین کی تفسیر تک تقریبا 500 صفحات مکمل ہوئے تھے کہ بارگاہ ایزدی سے وقت اجل آپہنچا، چنانچہ سورہ یاسین کے فضائل ہی کی برکت ہے کہ آپ کی دیرینہ خواہش تھی کہ مجھے شب جمعہ موت نصیب ہو تاکہ میں شہید حکمی کا مصداق بن جاؤں اس طرح تفسیر تبیان الفرقان مکمل نہ ہوئی۔ علامہ سعیدی اس تفسیر کے لکھنے کی وجہ لکھتے ہیں: "صحیح بخاری کی شرح کی تکمیل کے بعد میرا عزم ہے کہ میں تبیان القرآن کی طرز پر ایک مختصر تفسیر لکھوں جس کا نام میں نے "تبیان الفرقان" تجویز کیا ہے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 12 ضخیم جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر بعنوان "تبیان القرآن" اور ترجمہ "نور القرآن" لکھا، مگر اس قدر تفصیل عوام کے لئے پڑھنا بے حد مشکل اور وقت طلب ہے، لہذا علمی حلقوں اور ناشر کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ اس کی تسہیل اور خلاصہ شائع کیا جائے، چنانچہ اس اہم کام کے لئے علامہ سعیدی کے پاس وقت نہ تھا اور شرح پر کام جاری تھا، اس کام کی ذمہ داری آپ نے اپنے شاگرد رشید مفتی عبداللہ نورانی صاحب کے سپرد کی، آپ نے بحسن خوبی ان 12 مبسوط جلدوں کا خلاصہ ایک جلد میں بعنوان "انوار تبیان القرآن" تحریر کیا، جو عوام وخواص میں بے حد مقبول ہوا۔ آپ کی یہ تفسیر کثیر الجہات سے انفرادیت کی

---

[39] بخاری، محمد بن اسمعیل ،صحیح،کتاب الجهادوالسیر ،باب ما یتعوذ من الجبن،رقم الحدیث:2822)(رو البیان ، 529/4)(تبیان الفرقان 3/ 520)

[40] المؤمن40:46

[41] بخاری، محمد بن اسمعیل ،صحیح،کتاب الجهادوالسیر ،باب ما یتعوذ من الجبن،رقم الحدیث:2822)(رو البیان ، 529/4)(تبیان الفرقان 3/ 520)

حامل ہے جیسا کہ کلامی مباحث میں اس کے مباحث قلوب واذہان میں سکون واطمینان اور توحید ورسالت اور عقائد کی پختگی کارس گھولتے ہیں۔ اس تحقیقی مقالہ میں اس تفسیر تبیان الفرقان کے کلامی مباحث کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مصادرومراجع

القرآن، کلام اللہ تعالیٰ
ابن فارس، مقاییس اللغہ، دار حسان للطباعۃ والنشر، دمشق، الطبعۃ الأولی، 1403ھ
ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت، فقہ اکبر وابسط جمیعیت پبلیشز رحمان پلازہ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور
بخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، ، دار إحياء التراث العربي، بیروت 1340ھ۔
البغوی، امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء، معالم التنزیل، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1420
جوزی، متوفی 597ھ، عبد الرحمن بن علی، زادالمسیر فی علم التفسیر، دارالکتاب العربی، بیروت، 1413ھ
سعیدی، غلام، رسول، علامہ، تبیان الفرقان، ضیاء القرآن پبلشرز، اردو بازار لاہور
سعیدی، غلام، رسول، علامہ، نعمۃ الباری، ضیاء القرآن پبلشرز اردو بازار لاہور
جرجانی، علی بن محمد علی، التعریفات، دارالکتاب العربی بیروت 2002ء
مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحیح مسلم، دار إحياء التراث العربي، بیروت